درآمد کیا جائے، ایسے تمام اقدامات جو قرآن وسنت کے خلاف ہیں، انہیں فی الفور کالعدم قرار دیا جائے مثلاً جداگانہ انتخابات کا نظام ختم کرنا آئین کی بھی خلاف ورزی ہے اور اسلام کی روح کے ساتھ بھی مطابقت نہیں رکھتا۔

☆ فحاشی، عریانی اور رقص وسرود کی محافل ختم کی جائیں۔ مخلوط معاشرہ اور مخلوط طریق انتخاب ختم کر دیا جائے۔ نظامِ تعلیم کو اسلام کے مطابق بنایا جائے۔ دینی تعلیم کو سرکاری اداروں میں بھی رائج کیا جائے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دینی فریضہ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ کلمہ حق کہنے پر پکڑ دھکڑ اور قید وبند کی انگریزی استعمار کی روایت کو ختم کیا جائے اس لیے کہ اسلام کا نظام، نظامِ خلافت ہے اور نظامِ خلافت میں حکمرانوں پر تنقید کی نہ صرف یہ کہ اجازت ہے بلکہ اس کا حکم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں ہے۔

پاکستان میں الفت ومحبت پیدا کرنے، حکمرانوں اور عوام میں نیز سیاسی جماعتوں اور حکمرانوں اور مختلف طبقات میں کشمکش کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ نظامِ خلافت کی بحالی، قرآن وسنت کے نظام کا نفاذ اور اس پر عمل درآمد ہے۔ اسی نظام کو اپنا کر عالم اسلام کو متحد کیا جا سکتا ہے۔ اسی نظام کی تقلید سے امت مسلمہ کو اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلایا جا سکتا اور عالم اسلام کو کفر کے ظلم وجور اور یلغار سے بچایا جا سکتا ہے۔

☆ یہ اجتماع علماءِ اسلام سے بھی نہایت دردمندی کے ساتھ اپیل کرتا ہے کہ وہ باہمی فرقہ وارانہ اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے خلافتِ راشدہ کو معیار بنائیں، پوری طرح اتفاق واتحاد قائم کر کے ملک کے اندر امن وامان بھی قائم کریں اور پاکستان کو خلافت راشدہ کا نمونہ بنانے کے لیے عملی جدوجہد کریں۔

بغاوت کی دستک

افغانستان سے متعلق حکومتی پالیسی سے لے کر جہادی تنظیموں پر پابندی کے حکم نامے سمیت بعض ایسے اقدامات کیے جا رہے ہیں جن پر ہر ذی شعور فرد تحفظات کا اظہار کر سکتا ہے۔ خاص طور پر عدلیہ کے حوالے سے جو آرڈی ننس جاری کیا گیا ہے، اس کے مضمرات کے پیش نظر جنرل پرویز مشرف ہٹلر کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ برطانویوں کی طرح انگریزی بولنے پر فخر کرنے والوں کو یہ بات بھی جاننی چاہیے کہ برطانوی لوگ کرامویل کے عہد کو اپنی تاریخ کا حصہ نہیں مانتے لیکن جنرل موصوف نے دستور کی دھجیاں اڑاتے ہوئے عوام پر آمریت مسلط کر رکھی ہے۔ نتائج وعواقب سے بے پروا ہو کر مخصوص ومحدود مشاورت کے ساتھ اختیار کی گئی موجودہ نہج انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ جنرل صاحب کے آقاؤں نے ہی ایسی خطرناک نہج کے نتائج وعواقب سے بچنے کے لیے بعض فیصلے کروا رکھے ہیں جو بین الاقوامی قانون کا حصہ شمار ہوتے ہیں۔ ۱۹۴۵ء کے نورم برگ ٹربیونل (Nuremberg Tribunal) اور ۱۹۶۱ء، ۱۹۶۲ء میں ایچ مین (Eichman) کے ٹرائل اور اپیل کے